خبر واحد سے استنباط حکم اور فقہاء کی شرائط

ڈاکٹر محمد اعجاز *

علمائے اصول کے نزدیک خبر، حدیث اور سنت کے مترادف ہے جس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

''ماصدر عن النبی ﷺ من قول او فعل او تقریر''(۱)

''نبی کریم ﷺ سے صادر ہونے والے قول، فعل اور تقریر کو خبر، حدیث یا سنت کہتے ہیں''

جمہور علماء ہم تک پہنچنے یا تعدد طرق کے اعتبار سے حدیث کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔(۲)

۱۔ خبر متواتر ۲۔ خبر آحاد

جبکہ حنفیہ حدیث کو بنیادی طور پر تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔(۳)

۱۔ خبر متواتر ۲۔ خبر مشہور ۳۔ خبر آحاد

جمہور خبر مشہور کو خبر آحاد میں شمار کرتے ہیں۔ان کے نزدیک خبر آحاد کی تین اقسام ہیں۔مشہور، عزیز اور غریب۔(۴) حنفیہ نے مشہور کو خبر آحاد یا واحد سے الگ بیان کیا ہے کیونکہ ان کے ہاں بعض مواقع پر خبر واحد سے حکم نہیں لگایا جا سکتا مگر خبر مشہور سے حکم لگاتے ہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک نص پر اضافہ (الزیادۃ علی النص) خبر واحد سے جائز نہیں جبکہ مشہور سے ''الزیادة علی النص'' درست قرار دیتے ہیں۔(۵)

جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔''و ان تجمعوا بین الاختین''(۶)

اس آیت کی رو سے دو بہنوں کو ایک شخص کے عقد میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔تو بہنوں کے علاوہ پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو جمع کرنے کو حرام قرار دیا گیا۔اس کی دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔

''لا تنکح المرا ۃ علی عمتھا و لا علی خالتھا و لا علی ابنة اخیھا و لا علی ابنة اختھا''(۷)

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سنٹر جامعہ پنجاب، لاہور۔

اگر چہ دو بہنوں کے ساتھ ساتھ پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دینا نص پر اضافہ ہے۔ یہ اضافہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ یہ حدیث مشہور ہے اور مشہور کا حکم خبر واحد سے مختلف ہے۔

آگے بحث کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ ان اقسام حدیث کی مختصر تعریف کردی جائے۔

۱۔خبر متواتر علمائے اصول نے خبر متواتر کی یوں تعریف کی ہے۔

''ما رواہ عدد کثیر تحیل العادۃ توا طؤ ھم علی الکذب''(۸)

''یعنی وہ حدیث یا خبر جس کو راویوں کے ہر طبقہ میں روایوں کی اتنی تعداد روایت کرے کہ اس تعداد کا عادتاً جھوٹ پر متفق ہو جانا ناممکن ہو''

مختار قول کے مطابق ہر طبقہ میں روایوں کی اتنی تعداد روایت کرے کہ اس تعداد کا عادتاً جھوٹ پر متفق ہو جانا ناممکن ہو''

مختار قول کے مطابق ہر طبقہ میں راویوں کی تعداد ۱۰ سے کم نہ ہونی چاہیے۔(۹)

خبر متواتر کی مثال نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے:

''من کذب علی متعمد افلیتبو مقعدہ من النار''(۱۰)

۲۔خبر مشہور علمائے اصول حدیث نے خبر مشہور کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

''ما رواہ ثلاثۃ فاکثر فی کل طبقۃ ما لم یبلغ حد التواتر'' (۱۱)

''جس حدیث کو روایت کرنے والے راویوں کی تعداد ہر طبقہ میں تین یا تین سے زائد ہو مگر حد تواتر کو نہ پہنچے یعنی ہر طبقہ میں راویوں کی تعداد تین اور نو کے درمیان رہے''

بعض نے مشہور کی تعریف اس طرح کی ہے۔

''ما رواہ عن النبی ﷺ واحد او اثنان ثم تواتر فی عصر التابعین و عصر تابعی التابعین، بان کان رواتہ جمو عالا یتو ھم توا طؤ ھم علی الکذب'' (۱۲)

''جس حدیث کو نبی ﷺ سے روایت کرنے والے راوی ایک یا دو ہوں پھر تابعین اور تبع تابعین کے دور میں راویوں کی تعداد تواتر کو پہنچ جائے اس طرح راویوں کی اتنی جماعت ہو کہ جس

تعداد کا جھوٹ پر متفق ہونے کا گمان نہ گزرے"

خبر مشہور کی مثال: "**ابغض الحلال الی الله الطلاق**" (۱۳) اور "**رفع عن امتی الخطا والنسیان و ما استکر ھوا علیه**" (۱۴) ہیں

۳۔ خبر آحاد جمہور کے نزدیک خبر آحاد کی تعریف یوں ہے

"**ھو مالم یجمع شروط المتواتر**" (۱۵)

"یعنی جس حدیث کے رایوں کی تعداد تواتر کو نہ پہنچے خبر آحاد کہلائے گی"

جمہور کے مطابق خبر آحاد کی تین اقسام ہیں۔ مشہور، عزیز اور غریب

مشہور کی تعریف گذر چکی جبکہ عزیز سے مراد وہ حدیث ہے کہ روایت کرنے والے راویوں کی تعداد کسی بھی طبقہ میں دو رہ جائے اور غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جس مں راویوں کی تعاد کسی طبقہ میں ایک ہو۔ (۱۶)

حنفیہ کے نزدیک خبر آحاد کی تعریف اس طرح ہے: "**ھو ما رواہ عن النبی ﷺ عدد لم یبلغ حد التواتر و ذلک فی عصر التابعین و عصر تابعی التابعین فھو مالیس خبرا متواترا ولا مشھورا**" (۱۷)

"جس حدیث کو نبی ﷺ سے روایت کرنے والے راویوں کی تعداد تواتر کو نہ پہنچے اور یہی صورت تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ہو مزید یہ کہ وہ حدیث متواتر اور مشہور نہ ہو تو خبر آحاد کہلائے گی"۔

خبر متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ خبر مشہور کے بارے میں حنفیہ کا کہنا ہے کہ مشہور رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کی صحت کے حوالے سے غیر مقطوع ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے والے راوی سے نسبت کے درست ہونے کے اعتبار سے مقطوع ہے۔ اس لیے اس سے ظن غالب حاصل ہوتا ہے جو یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ لہذا اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ جمہور کے مطابق خبر آحاد اس قول یا فعل کی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کی درستگی کے لیے ظن راجح کا فائدہ دیتی ہے جبکہ ظاہریہ کے مطابق ظن نہیں بلکہ علم کا فائدہ دیتی ہے۔ (۱۸)

خبر آحاد کی حجیت:

مسلمانوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ خبر آحاد حجت ہے، اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ علماء نے اسے احکام کے ماخذ اور مصدر کے طور پر مانا ہے۔ خبر آحاد کی حجیت کے حوالے سے مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون''(۱۹)

لغت میں طائفہ کا اطلاق ایک پر ہوتا ہے اگر خبر واحد عمل پر حجت نہ ہوتو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے والے کی انذار کا کیا فائدہ؟ اس آیت میں جب طائفہ کو مامور کیا گیا ہے کہ تفقہ فی الدین حاصل کریں اور بعد میں اپنی قوم کو ڈرائیں اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت و دلیل ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ کا تعامل بھی خبر واحد کی حجت کی دلیل ہے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر کے سامنے جب سنت پیش کی جاتی تو آپ اسی کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے دادی کو میراث میں چھٹا حصہ دلوایا اور حضرت نے شوہر کی دیت میں سے عورت کو حصہ دیا۔ مجوسیوں پر جزیہ عائد کیا۔ جبکہ آپ حضرات کے سامنے دو احادیث احادہ کے طریقہ سے پیش کی گئیں۔

مزید یہ کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ دو گواہوں کی گواہی سے فیصلہ کریں جبکہ گواہی میں جھوٹ کا احتمال بھی موجود ہو۔ جب گواہی پر عمل واجب ہے تو نبی اکرم ﷺ سے مروی خبر واحد پر عمل کا وجوب اولیٰ ہے۔

خبر آحاد پر عمل کی شرائط:

خبر آحاد کی حجت پر فقہاء و مجتہدین کا اتفاق ہے۔ خبر آحاد کی پیروی کرنا لازم ہے۔ خبر آحاد مصادر شریعت میں سے ہے۔ اس سے احکام کا استنباط کیا جائے گا مگر فقہاء کے درمیان خبر آحاد پر عمل واجب کرنے والی شرائط پر اختلاف ہے کہ کن شرائط کے ہونے پر اس پر عمل کرنا یا اس سے حکم کا استنباط کرنا لازم ہوجائے گا۔

شافعیہ اور حنابلہ کی شرائط:

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک خبر واحد جب صحیح ہو تو اس پر عمل واجب ہوگا اور اس سے حکم کا استنباط کرنا لازم قرار پائے گا۔ (۲۰) ان کے نزدیک خبر واحد میں صحیح حدیث کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ صحیح حدیث کی تعریف علمائے اصول نے اس طرح کی ہے:

"ما اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله الى منتهاه من غير شزوذو لا علة"(۲۱)

"یعنی صحیح حدیث وہ ہے جس کی سند متصل ہو، اس کے روایت کرنے والے راوی آخر تک عادل اور ضابط ہوں اور وہ حدیث علت اور شذوذ سے پاک ہو"

اس کی تعریف سے معلوم ہوا کہ خبر صحیح کی پانچ شرائط ہیں۔

۱۔ حدیث کی سند متصل ہو یعنی سند میں سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

۲۔ راوی عادل ہوں یعنی فاسق نہ ہوں

۳۔ راوی ضابط ہوں۔ راویوں کا حافظہ مضبوط ہو یا حدیث ان کے پاس لکھی ہوئی محفوظ ہو۔

۴۔ حدیث شذوذ سے پاک ہو۔ یعنی حدیث میں زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت، نہ پائی جائے۔

۵۔ حدیث میں کوئی علت نہ پائی جائے۔ علت سے مراد وہ عیب ہے جس کی موجودگی میں بظاہر وہ حدیث درست معلوم ہوتی ہے مگر ماہرین اس سے واقف ہو جاتے ہیں۔

جس خبر آحاد میں یہ پانچ شرائط پائی جائیں شافعیہ اور حنابلہ کی رائے کے مطابق اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔

خبر آحاد کو قبول کرنے کی مالکیہ کی شرائط:

مالکیہ استنباط احکام کے لیے خبر آحاد کے صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ مزید شرائط بھی عائد کرتے ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک عمل اہل مدینہ حجت و دلیل ہے کیونکہ اہل مدینہ کے اپنے اسلاف کے توسط سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کو حاصل کیا اس لیے ان کا عمل سنت متواترہ کے درجہ میں ہے۔ اس لیے خبر آحاد سے استنباط کے لیے وہ یہ شرط عائد کرتے ہیں کہ وہ عمل اہل مدینہ کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً

مالکیہ اس حدیث ''المتبایعان بالخیار حتی یتفرقا '' کونہیں لیتے اس لیے کہ یہ اہل مدینہ کے یہاں معمول بہ نہیں۔(۲۲)

اس کے علاوہ مالکیہ یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ خبر آحاد ثابت شدہ اصول اور قاعدہ فقہیہ کے مخالف نہ ہو۔(۲۳) اسی وجہ سے وہ حدیث مصراۃ کونہیں لیتے جو اس طرح ہے:

''لا تصروا الابل والغنم و من ابتاعها فھو بخیر النظرین بعد ان یحلبھا انشآء امسکھا و ان شاء ردھا و صاعا من تمر ''(۲۴)

کیونکہ یہ حدیث قاعدہ فقہیہ ''الخراج بالضمان '' کے خلاف ہے۔اس قاعدہ کی رو سے جونقصان کا ذمہ دار ہو وہی فائدے کا حق دار ہوتا ہے۔خریدار جانور کا ضامن تھا اس لیے جو دودھ دوہیا وہ اس کا حق دار تھا اس لیے ایک صاع کا ادا کرنا اس قاعدہ کے خلاف ہے۔

معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک خبر آحاد کو قبول کرنے کی بنیادی طور پر تین شرائط ہیں۔

۱۔ خبر صحیح ہو

۲۔ عمل اہل مدینہ کے خلاف نہ ہو

۳۔ ثابت شدہ اصول اور قاعدہ فقہیہ کے خلاف نہ ہو

حنفیہ کی شرائط:

خبر آحاد سے استنباط احکام کے لیے حنفیہ کی شرائط میں خبر کا صحیح ہونا اور مالکیہ کی طرح ثابت شدہ اصول، قاعدہ فقہیہ یا قیاس صحیح کے مخالف نہ ہونا ہے۔اس کے علاوہ ایک اہم شرط خبر واحد کا ایسے واقعہ سے متعلق نہ ہونا ہے جس میں عموم بلوی ہو۔یعنی خبر آحاد عموم بلوی سے متعلق نہ ہو کہ اس واقعہ کا رونما ہونا کثرت کے ساتھ ہو مگر روایت کرنے والوں کی تعداد کم ہو۔اگر واقعہ کسی قدر اہم ہے تو اس کے ثبوت کا طریقہ اسی قدر مضبوط ہونا چاہیے۔اسی لیے حنفیہ اکہری اقامت والی حدیث ''عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و یوتر الاقامۃ ''(۲۵) کو قبول نہیں کرتے کہ مسئلے کا تعلق عموم بلوی سے ہے اور حدیث آحاد کے طریقہ سے نقل ہوئی ہے۔مزید برآں حنفیہ یہ بھی شرط عائد کرتے ہیں کہ خبر آحاد کو روایت کرنے والے راوی کا اپنا عمل اس حدیث کے خلاف نہ ہو۔مثلاً خبر آحاد ہے۔''

اذا ولغ الکلب فی اناء احد کم فلیر قہ ثم لیغسلہ سبع مرار ''(۲۶)

حنفیہ اس حدیث کو نہیں لیتے کیونکہ اس کو روایت کرنے والے راوی کا اپنا عمل برتن کو تین مرتبہ دھونے کا ہے۔(۲۷)

بعض علماء نے حنفیہ کی شرائط میں اضافہ کیا ہے۔ مگر متذکرہ بالا بنیادی شرائط ہیں۔ جبکہ بقیہ ضمنی اور تائیدی ہونے کا درجہ رکھتی ہیں۔

فقہاء کی شرائط کا تجزیہ

مندرجہ بالا شرائط پر غور کیا جائے تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

۱۔ فقہاء نے خبر واحد کو قبول کرنے کی جو شرائط عائد کیں ان سے مراد وہ شرائط ہیں جن کے پورا ہونے پر اس حدیث سے احکام کا ستنباط کیا جائے گا اس کا مطلب یہ نہیں کہ شرائط کے پورا نہ ہونے پر اسے وہ حدیث نہیں مانتے اسے حدیث مانتے ہیں مگر اس حدیث سے احکام کا ستنباط نہیں کرتے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ اگر دوسرا اس حدیث سے حکم کا استنباط کرے تو اس حدیث سے استنباط نہ کرنے والے اس کی تکفیر کریں گے اور نہ تنقیص۔ اس لیے اگر حنفی اکہری اقامت والی حدیث پر خود عمل نہ کریں گے کیونکہ خبر واحد ہے اور عموم بلوی سے متعلق ہے۔ اس لیے ان کی شرائط پر پورا نہیں اترتی مگر اکہری اقامت کہنے والے کو گمراہ نہیں کہیں گے۔

۲۔ ایک سوال پیدا ہوتا کہ فقہاء کے لیے کیا یہ جائز ہے کہ حدیث کو قبول کرنے کے لیے صحیح حدیث کی شرط سے علاوہ مزید شرائط عائد کی جائیں؟ شافعیہ اور حنابلہ کی رائے تو یہی ہے کہ حدیث کا صحیح ہونا ہی کافی ہے جب کوئی حدیث صحیح حدیث کی شرائط پر پورا اترتی ہے تو اس سے حکم کا استنباط کرنا واجب ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ نے بھی حدیث سے حکم کے استنباط کے وجوب کے لیے صحیح حدیث کی پانچ شرائط عائد کیں ہیں جبکہ مالکیہ اور حنفیہ نے ان پر اضافہ کیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو مالکیہ اور حنفیہ کی اضافی شرائط صحیح حدیث کی پانچ شرائط کے تحت ہی ضمنی طور پر آسکتی ہیں۔ کیونکہ خبر واحد کا تعامل اہل مدینہ اور قاعدہ فقہیہ کے خلاف ہونا مالکیہ کے نزدیک اس حدیث کو معلول اور شاذ بنانے کا باعث ہے۔ اسی طرح حنفیہ کے نزدیک خبر واحد کا عموم بلوی سے متعلق یہ ہونا علت ہوسکتی ہے کہ مسئلہ کا تعلق

عموم بلوی سے ہو اور روایت کرنے والے ایک یا دو راوی ہوں۔ اسی طرح خبر واحد قاعدہ فقہیہ کے خلاف ہو یا راوی کا اپنا عمل خبر واحد کے خلاف ہو تو اس حدیث کو معلول کہا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ صحیح حدیث کی متذکرہ بالا پانچ شرائط محدثین نے احادیث کو اپنے مجموعہ احادیث میں درج کرنے کے لیے عائد کی ہیں اور ان کی دانست میں وہ احادیث صحیح ہوتی ہیں اس میں بھی سب محدثین کا معیار ایک نہیں۔ محدثین کا کام احادیث صحیحہ کو جمع کرنا اور فقہاء کا کام ان سے احکام کا استنباط کرنا ہے۔ فقہاء نے احادیث کے پورے مجموعے اور قرآن کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک حدیث سے احکام کا استنباط کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ محدثین سامنے آنے والی مخصوص حدیث کے بارے میں طے کریں گے کہ صحیح ہے یا مردود اس لیے فقہاء کا محدثین کی شرائط پر اضافہ کرنا جائز اور معقول کہا جا سکتا ہے۔

۳۔ حنفیہ اور مالکیہ شرائط پوری نہ ہونے پر خبر واحد سے حکم کا استنباط نہیں کرتے تو اس خبر واحد کو ترک کر کے ادالہ شرعیہ میں سے کسی دلیل پر ہی عمل کرتے ہیں یہ تعارض ادلہ میں ایک دلیل کو ترجیح دینے کی صورت ہے۔

(ا) تعامل اہل مدینہ مالکیہ کی رائے میں ایک اہم دلیل ہے کیونکہ مدینہ النبی ﷺ ہے اور صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد مدینہ میں رہی۔ اس لیے نبی ﷺ کی تعلیمات مدینہ میں زیادہ محفوظ رہیں۔ جب کوئی حدیث خبر واحد ہو اور اہل مدینہ کے عمل کے خلاف ہو تو مالکیہ خبر واحد کی جگہ مدینہ والوں کے تعامل کو ترجیح دیں گے۔

(ب) قاعدہ فقہیہ متعدد فروع فقہیہ سے استقراء کے نتیجے وجود میں آتا ہے۔ ایک قاعدہ فقہیہ کی پشت پر متعدد فروع ہوتی ہیں جن کا استنباط نصوص یعنی قرآن وسنت سے کیا گیا ہوتا ہے۔ حنفیہ اور مالکہ قاعدہ فقہیہ سے متعارض ہونے پر خبر واحد سے استنباط نہیں کرتے کیونکہ ایک طرف خبر واحد ہے تو دوسری طرف نصوص ہیں جن سے فروع کا استنباط کیا گیا ہے۔ خبر واحد کا قاعدہ فقہیہ کے خلاف ہونا متعدد نصوص کے خلاف ہونا ہے۔ لہٰذا وہ قاعدہ فقہیہ کو خبر واحد پر ترجیح دیں گے۔

(ج) حنفیہ کے نزدیک خبر واحد کا عموم بلوی سے متعلق نہ ہونا شرط ہے۔ یہ شرط بھی معقول ہے۔ مسئلہ کا تعلق عموم بلوی سے ہو اور روایت کرنیوالے ایک یا دو ہوں تو یہ بات خبر میں ضعف پیدا کرتی ہے

۔اس کے علاوہ حنفیہ اس شرط پر پورا نہ اترنے پر خبر واحد سے حکم نہیں لگاتے مگر عمل بھی تو دوسری حدیث پر کرتے ہیں مثلاً اکہری اقامت والی حدیث پر عمل نہیں کرتے ۔ کیونکہ یہ عموم بلوی کے خلاف ہے۔ان کا عمل دوسری حدیث پر ہے۔ جو اس طرح ہے۔

''عبداللہ بن زید الانصاری قال:سمعت اذان رسول الله ﷺ فکان اذانه و اقامته مثنی مثنی''(۲۸)

اسی طرح حنفیہ:اذامس احدکم ذکرہ فلیتو ضا (۲۹) پر عمل نہیں کرتے تو دوسری حدیث جاء رجل فقال یا رسول الله ماتری فی رجل مس ذکرہ فی الصلاۃ قال وھل ھو الا مضغة منك(۳۰) پر عمل کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عجاج الخطیب، الدکتور محمد، اصول الحدیث علومہ و مصطلحہ، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۸ء، ص ۱۹

۲۔ الجوینی، امام الحرمین عبد الملک، البرہان فی اصول الفقہ، دار الکتب، بیروت، ۲۱۶/۱

۳۔ عبد العزیز بن احمد البخاری، کشف الاسرار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء، ۵۲۱/۲

۴۔ ابن حجر العسقلانی، شرح نخبۃ الفکر، مکتبہ الغزالی، دمشق، ۱۹۹۰ء، ص ۱۴

۵۔ کشف الاسرار، ۵۳۶/۲

۶۔ سورۃ النساء: ۲۳

۷۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المراۃ و عمتھا او خالتھا

۸۔ شرح نخبۃ الفکر، ص ۱۴

۹۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۱۹

۱۰۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ

۱۱۔ شرح نخبۃ الفکر، ص ۱۴

۱۲۔ البزدوی، فخر الاسلام، الاصول، مع کشف الاسرار، ۵۳۴/۲

۱۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق

۱۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب طلاق المکرہ والناسی

۱۵۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۲۱

۱۶۔ شرح نخبۃ الفکر، ص ۱۵

۱۷۔ کشف الاسرار، ۵۳۸/۲

۱۸۔ عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاری، فواتح الرحموت مع المستصفیٰ، منشورات الشریف الرضی، قم، الطبعۃ الثانیہ ۱۱۱/۲

۱۹۔ سورۃ التوبہ ۱۲۲

۲۰۔ الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المستصفیٰ، منشورات رضی، قم، ۱۴۹،۱۷۱/۱

ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱/۱۰۶
۲۱۔ شرح نخبۃ الفکر، ص۳۰
۲۲۔ الشاطبی، ابواسحاق ابراہیم، الموافقات فی اصول الاحکام، دارالفکر بیروت، ۳/۱۰
۲۳۔ ایضاً، ۳/۱۲۔۱۱
۲۴۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب الفقهى الباع ان کایثعل الابل و البقر و الغنم
۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ ابواب الامر شفع اذان وابثار القاعۃ
۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ باب حکم ولوغ الکلب
۲۷۔ اصول السرخی، ۱/۳۵۰، فواتح الرحموت، ۲/۱۲۸
۲۸۔ آثار السنن، ۱/۵۲
۲۹۔ سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من مس الذکر
۳۰۔ سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء من ذلک

****